فیض الحسن فی الکتابہ علی الکفن

کفنی لکھنا



تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

فیض الحسن فی الکتابۃ علی الکفن

کفنی لکھنا

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

پیش لفظ

ہمارا اور مخالفین کا اختلاف مبنی بر اصل از اُصول یہ ہے کہ ہم اللہ والوں یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور ان کے متعلقات جیسے ملبوسات وغیرہا اور ان کے کلماتِ طیبہ اور کلامِ الٰہی کے الفاظ کو موجب صد برکات اور وسیلۂ نجات سمجھتے ہیں جیسے یہ دنیا میں ہمارے وسیلہ ہیں قبر، حشر اور قیامت میں بھی ہمارے وسیلہ ہوں گے اور مخالفین ان تمام اُمور اور جو ان سے متعلق ہوں سب کے منکر ہیں ان کے ہاں دلیل صرف بدعت کی رٹ یا پھر اگر مگر لایعنی ڈھکوسلے اور غلط تاویلیں ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے پاس ہر مسئلہ پر دلائل کے انبار ہیں۔ فقیر ان میں سے چند ایک یہاں لکھتا ہے تاکہ اہل اسلام کو فائدہ ہو اور فقیر کو اپنے کریم آقا حضرت محمد ﷺ سے اُمید شفاعت اور مالک حقیقی سے رجائے اجر وثواب۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین

فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری

بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارا مذہب یہ ہے کہ وسیلۂ نجات اور حصول برکات کی نیت سے کفن یا پیشانی پر کلماتِ طیبہ وغیرہا لکھنا یا عہد نامہ شریف یا کوئی اور متبرک اشیاء میت کے ہاتھ وغیرہ پر یا اس کی قبر کے اندر رکھنا شرعاً جائز اور کتب احادیث وفقہ حنفی وغیرہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔

مقدمة الکتاب

(۱) یہ مسئلہ دو اجزاء سے مرکب ہے۔

(۱) وسیلہ

(۲) اللہ والوں کے منسوب اشیاء سے برکت حاصل کرنا یہ دونوں اُمور شرعاً مستحب و مستحسن ہیں۔ مسئلہ وسیلہ کے دلائل رسالہ وسیلہ میں اور اللہ والوں کے تبرکات وآثار سے برکت حاصل کرنا اور ان کا نافع ہونا رسالہ ''تبرکات کے برکات'' میں دیکھئے۔

(۳) کفنی پر کلمہ طیبہ لکھنا یا ہاتھ میں عہد نامہ شریف یا شجرۂ اولیاء دینا رحمت الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ وسیلہ ہے اور اس کی کریمی یوں مشہور ہے

کہ رحمت حق بہانہ جوید بہائی جوید

اس کریم نے بے شمار مجرموں کو وسیلہ ذریعہ سے بخش دیا

چند احادیث صحیحہ کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) بخاری شریف میں ہے ایک بندے کو جہنم کی طرف لے جارہے ہوں گے حکم ہوگا اسے چھوڑ دو میں نے اُسے اس لئے بخش دیا کہ اُس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔

(۲) ایسے ہی بخاری شریف میں ہے کہ ایک بندے کو اس لئے بخش دیا جائیگا کہ اس نے عام راستہ سے کانٹے دار ٹہنی کو کاٹ کر ہٹایا۔

(۳) ایک بندے کو اس لئے بخشش نصیب ہوگی کہ اُس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ (مواہب لدنیہ)

(۴) ایک ایسے بندے کو معاف فرمائے گا جس نے توبہ کی نیت پر اللہ والوں کی طرف سفر کیا۔ (مسلم)

(۵)ایک بندے کو صرف اس لئے بخشا گیا کہ اُس نے کسی مجلس میں خلوص سے کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھا وغیرہ وغیرہ۔(البدور السافرہ)

اسی حیلے بہانے ہم بھی دلائل سے ثابت شدہ مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے کفنی لکھتے ہیں کہ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا!!

استدلال از احادیث مبارکہ

(۱) صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور ﷺ تہبند شریف پہنے ہوئے تشریف لائے کسی نے وہ تہبند حضور ﷺ سے مانگ لیا۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ناگوار گزری چنانچہ اُس شخص کو ملامت کی۔ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں

قال القوم ما احسنت لبسها النبی ﷺ محاجا الیها ثم سالة وعلمت انه لایرد

صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ حضور ﷺ کو اس وقت تہبند کی ضرورت تھی اور سائل کو رد کرنا عادتِ کریمہ نہیں تم نے کیوں مانگ لیا

اب اس سائل کی عقیدت ومحبت اور پھر مسئلہ ہذا کی حقیقت ملاحظہ ہو وہ صحابہ کرام کو جواباً کہتے ہیں کہ

واللہ ما سألة الا لبسها انما سئلته لتکون کفنی قال سهل فکانت کفنه

بخدا میں نے اُسے پہننے کے لئے نہیں لیا بلکہ اس لئے لیا ہے کہ یہ میرا کفن ہو

(یہ صحیح حدیث صحیح بخاری اور مشکوۃ شریف باب غسل المیت میں ہے اور یہ سائل بھی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص ہیں رضی اللہ عنہما)

فائدہ

روایت کی صحت اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی عقیدت پر غور کریں اس کے بعد کفنی لکھنے کے منکرین کی مسلمان دشمنی کا یقین کرلیں جب کہ وہ مسلمانوں کو بدعت جیسی گندی لعنت سے ڈرا دھمکا کر میت کی نجات کے بجائے عذاب کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔

(۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث میں اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ہم عورتیں حضور ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب یا حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو غسل میت دے رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نہلا چکو حضور میں عرض کرنا۔ ہم نے بعد فراغت عرض کی

فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنها ایاہ

حضور ﷺ نے اپنا تہبند مبارک ہماری طرف ڈال دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ اُن کے بدن کے متصل کفن کے نیچے رکھو

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ للمعات میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

دریں جا استحباب تبرک ست بلباس صالحین و آثار ایشاں بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز ہم چنیں بودہ

لمعات میں فرماتے ہیں

ھذا الحدیث اصل فی التبرک بآثار الصالحین ولباسھم کما یفعلہ بعض مریدی المشائخ من لبس قمصتم فی القبر

یہ حدیث اصل ہے اس مسئلہ کی صلحاء کی چیزوں اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنا ہے چنانچہ مشائخ کے کُرتے قبر میں پہنا دیتے ہیں

اس سے ثابت ہوا کہ صلحاء کے لباس اور اُن کے تبرکات سے بعد وصال قبر میں برکت حاصل کرنا مستحب ہے جیسے ان کی حیات میں تھا یعنی موت سے پہلے۔

(۳) ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ سیدنا علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد کو حضور ﷺ نے اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے پھر ان کو دفن کیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا

انی البستھا لتلبس من ثیاب الجنۃ و اضطجعت معھا فی قبر ھا لاخفف عنھا ضغطۃ القبر

قمیص تو اس لئے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے ان کی قبر میں آرام اس لئے فرمایا کہ ان سے تنگی قبر دور ہو

فائدہ

نبی پاک ﷺ کے اسی طریقہ کار سے سلیم القلب انسان ماننے پر مجبور ہے کہ واقعی مقدس چیزیں قبر کی تنگی دور کرتی اور اس میں راحت و سرور بخشتی ہیں ہاں ہٹ دھرم ضدی نہ مانے تو اُس کا علاج نہ ہمارے ہاں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے ایسا علاج پیدا فرمایا ہے۔

(۴) ابن البر نے کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ مجھ کو حضور ﷺ نے اپنا ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا وہ میں نے اُسی دن کے لئے رکھ چھوڑا ہے اس قمیص پاک کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا

وخذ ذلك الشعر ولاظفار فاجعله فی فمی علی اعینی و مراضع السجود منی

اور ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو لو اور ان کو میرے منہ میں اور میری آنکھوں پر اور میرے اعضاءِ سجدہ پر رکھ دینا

(۵) حاکم نے مستدرک میں حمید ابن عبدالرحمٰن رواسی سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ مشک تھا وصیت فرمائی مجھ کہ اس سے خوشبو دینا اور فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کی خوشبو کا بچا ہوا ہے۔

(۶) ثابت البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ھذہ شعرۃ من شعر رسول اللہ ﷺ فضعھا تحت لسانی فذفن وھی تحت لسانہ۔ (الاصابہ)

یہ رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھ دے میں نے رکھ دیا اور وہ یونہی دفن کیے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا

(۷) امام ترمذی حکیم محمد ابن علی نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا

من کتب ھذا الدعاء وجعلہ بین صدر ا لمیت کفنہ وفی رقعۃ لم ینلہ عذاب القبر ولا یریٰ منکر او نکیر

جو شخص اس دعا کو میت کے سینے اور کفن کے درمیان کسی کاغذ میں لکھ کر رکھے تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر کو دیکھے گا

وہ دعا یہ ہے

لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ ،لاالٰہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد، لاالٰہ الا اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ازالۂ وھم

ہمارے دور کے معتزلہ کی عادت ہے کہ ایسی روایات پر طعن و تشنیع کرتے ہیں یہ ان کی اسلام دشمنی کی دلیل ہے ورنہ آج کل کے ہزاروں علماء قرونِ سابقہ کے فقہاء وعلماء کے سامنے طفلِ مکتب کی حیثیت بھی نہیں رکھتے اس کا انہیں اعتراف بھی ہے اور قرونِ سابقہ کے فقہاء وعلماء ان وہمیوں کے اوہام کا قلع قمع فرما گئے ۔ چنانچہ فتاویٰ اکبری میں اس حدیث کو نقل فرما کر لکھا کہ

ان ھذا الدعا ء لہ اصل وان الفقیہ بن عجیل کان یأمر بہ ثم افتی بجواز کتابتہ قیاساً علی کتابۃ اللہ فی نعم الزکوٰۃ

اس دعا کی اصل ہے اور فقیہ ابن عجیل اس کا حکم دیتے تھے اور اس کے لکھنے کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے اس قیاس پر کہ زکوٰۃ کے اُونٹوں پر اللہ لکھا جاتا ہے

(۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی عہد نامہ پڑھے تو فرشتہ اُسے مہر لگا کر قیامت کے لئے رکھ لے گا جب بندے قبر سے اُٹھائے جائیں گے تو فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لا کر نداء کرے گا کہ عہد والے کہاں ہیں؟ ان کو وہ عہد نامہ دیا جائے گا۔(نوادر الاصول للحکیم الترمذی)

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ یا کلمہ طیبہ لکھنا اسی طرح عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے خواہ تو انگلی سے لکھا جائے یا کسی اور چیز سے۔

بسم اللہ کی برکت

فتاویٰ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے

اوصی بعضهم ان یکتب فی جبهته فصدره بسم الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رؤی فی النام فسئل فقال لما وضعت فی القبر جاء تنی ملئکة العذاب فلمار اؤ مکتبر تاعلی جبهتی بسم الله الرحمن الرحیم قالو امنت من عذاب الله

کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ اُن کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیں۔لکھ دی گئی پھر خواب میں نظر آئے حال پوچھنے پر فرمای جب قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے جب میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی دیکھی کہا تجھے عذابِ الٰہی سے امان ہے

فائدہ

شاہ عبدالحق اخبار الاخیار شریف میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ سیف الدین قادری قدس سرہ کے احوال میں فرماتے ہیں

چوں وقت رحلت قریب تر آمد فرمودند بعضی ابیات وکلمات کہ مناسب معنی عفو ومغفرت باشد در کاغذے نبویسی و باکفن ہمراہ کنی یکے ایں رباعی۔

دارم دل کے غمیں بیامر زو مپرس   صد واقعہ درکمین بیا مرزو مپرس
شرمندہ شوم اگر پرسی عملم   ای اکرم اکرمین بیامرزو مپرس

ودیگرایں بیت ۔

قدمت علی الکریم بغیر زاد ۔ من الحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شئی ۔ اذا کان القدوم علی الکریم

وفرمودند کہ در جواب منکر ونکیر بنویس ربی اللہ نبیی محمد وشیخی الشیخ عبدالقادر الجیلانی جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ

جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ بعض اشعار اور کلمات جو کہ عفو و بخشش کے مناسب ہوں کسی کاغذ پر لکھ کر میرے کفن میں ساتھ رکھا دینا چنانچہ دو رباعیاں لکھوائیں ۔ رباعی

میں حزین قلب ہوں مجھے بخش دے، بینکڑوں خطائیں مخفی رکھتا ہوں اے کریم مجھ سے مت پوچھ۔ اگر مجھ سے اعمال کا سوال کرے گا شرمسار ہوں گا قلہٰذا اے کریم میرے سے نہ پوچھ۔

معمولات خیرالقرون

(۱) حدیث شریف میں ہے جسے امام ترمذی حکیم الٰہی سیدی محمد بن علی معاصر امام بخاری نے نوادرالاصول میں روایت کیا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من كتب هذا الدعاء وجعله بين صدر ا لميت و كفنه في رقعة لم ينله عذاب القبر ولا يرى منكرا ونكيرا وهو هذا

جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اُسے عذاب قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں

وہ دعا یہ ہے

لااله الا الله و الله اكبر۔ لااله الا الله وحده لاشريك له ،لااله الا الله له الملك وله الحمد، لااله الاالله ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم۔ (کذا فی الفتاوی الکبری للمکی)

یہ دعا لکھ کر فرمایا

مايقتضى ان هذا الدعاء له اصل و ان الفقيه ابن عجيل كان يأمربه

(۲) امام ترمذی موصوف الصدر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم انى اعهد اليك فى هذه

الحیاۃ الدنیا بانک انت اللہ لاالہ الا انت وحدک لاشریک لک وان محمداً عبدک ورسولک فلا تکلنی الیٰ نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عہداً عندک تؤدیہ الی یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد

فرشتے اُسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اُٹھا رکھے جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو قبر سے اُٹھائے فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں انہیں وہ عہد نامہ دے دیا جائے۔

صحابی کا عمل

حضرت کثیر بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور صحابی ہیں خود اپنے کفن پر کلمہ شہادت لکھا۔(رواہ الترمذی الحکیم فی نوادر الاصول)

فائدہ

(۱) یعنی یہ لکھوایا کہ

کثیر بن عباس یشہد ان لاالہ الا اللہ

کلمہ شہادت کفن پر لکھنے کا ثبوت صحابی سے ملا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو مسئلہ عقل سے وراء ہو وہ ایجاد بندہ پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ اُسے بھی ارشادِ نبوی یعنی وحی خداوندی سے تصور کیا جاتا ہے اور یہ مسئلہ عقلیات سے نہیں بلکہ ان اُمور سے ہے جنہیں براہ راست نبوت سے تعلق ہے۔

(۲) اگر حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا نظریہ بھی مانا جائے تب بھی بارشادِ نبوی

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم

ہماری تائید کے لئے کافی ہے۔

تابعی کا معمول

امام اجل طاؤس تابعی شاگرد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ اُنہوں نے اپنے کفن میں عہد نامہ لکھے جانے کی وصیت فرمائی اور حسب وصیت اُن کے کفن میں لکھا گیا۔ چنانچہ نوادر الاصول میں امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا

وعن طاؤس انہ امر بہذہ الکلمات فکتبت فی کفنہ

امام طاؤس کی وصیت سے یہ عہد نامہ ان کے کفن میں لکھا گیا

اقوال فقہاء و علماء

(۱) حضرت امام فقیہ ابن عجیل رحمۃ اللہ علیہ نے دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا

اذا کتب ھذا الدعاء وجعل مع المیت فی قبرہ وقاہ اللہ فتنۃ القبر وعذابہ

جب یہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سوال نکیرین وعذابِ قبر سے امان دے۔

(۲) امام موصوف فرماتے ہیں

من کتب ھذا الدعاء فی کفن المیت رفع اللہ عنہ العذاب الیٰ یوم ینفخ فی الصور وھو ھذا

جو یہ دعا میت کے کفن میں لکھے اللہ تعالیٰ قیامت تک اُس سے عذاب اُٹھا لے

اور وہ دعا یہ ہے

اللھم انی اسألك یا عالم السر یا عظیم الخطر یا خالق البشر یا موقع الظفر یا معروف الا ثر یا ذاالطول والمن یا کاشف الضر والمحن یا الہ الاولین والاخرین فرج عنی ھمومی واکشف عنی غمومی وصل اللھم علی سیدنا محمد وسلم

(۳) حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ایک تسبیح کی نسبت جسے کہا جاتا ہے کہ اُس کا فضل اُس کی برکت مشہور ومعروف ہے۔ بعض علمائے دین نے نقل کیا کہ

من کتبہ وجعلہ بین صدر المیت وکفنہ لاینالہ عذاب القبر ولا ینالہ منکر و نکیر ولہ شرح عظیم وھو دعاء الانس

جو اُسے لکھ کر میت کے سینہ اور کفن کے بیچ میں رکھ دے اُسے عذابِ قبر نہ ہو اور نہ منکر نکیر اُس تک پہنچیں

(۴) وجیز امام کروری کتاب الاستحسان میں ہے

ذکر الامام الصفار لو کتب علی جبھۃ المیت اوعلیٰ عما متہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت ویجعلہ امناً من عذاب القبر

امام صفار نے فرمایا کہ اگر میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو اُمید ہے کہ خدا میت کی بخشش فرما دے اور عذابِ قبر سے امن دے

(۵) درمختار جلد اول باب الشہید سے کچھ قبل ہے

کتب علی جبھۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت

میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا تو اُمید ہے کہ رب تعالیٰ اُس کی مغفرت فرما دے

(۶) فتاویٰ بزازیہ میں کتاب الجنت سے کچھ قبل ہے

وذکر الامام الصفار لو کتب علیٰ جبهة ا لميت او علی عمامته او كفنه عهد نامه يرجى ان يغفر الله تعالیٰ للميت ويجعله امنا من عذاب القبر قال نصير هذه رواية فی تجويز ذالك وقدوری انه كان مكتوباً علی افخاذ افراس فی اصطبل الفاروق حبس فی سبيل الله

اگر میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہدنامہ لکھا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کردے اور اُس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے امام نصیر نے فرمایا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ لکھنا جائز ہے اور مروی ہے کہ فاروق اعظم کے اصطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا۔

حبس فی سبیل الله

(۷) شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے فتاویٰ میں ہے

شجرہ درقبر نہادن معمول بزرگان است لیکن ایں را دو طریق است اول اینکہ برسینہ مردہ دروں کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع می کنند و میگویند کہ از بدن مردہ خون وریم سیلان می کند و موجب سوئے ادب باسمائے بزرگان میشود وطریق دوم این ست کہ جانب سر مردہ اندروں قبر طاقچہ بگزارند و دراں کاغذ شجرہ رانہند

قبر میں شجرہ شریف رکھنا بزرگانِ دین کا معمول ہے لیکن اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ مردے کے سینہ پر کفن کے اوپر یا نیچے رکھیں اس کو فقہاء منع کرتے ہیں

اعتراضات کے جوابات

سوال

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے شامی جلد اول باب التشہد سے کچھ قبل کفن پر لکھنے کو منع فرمایا۔اسی طرح شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں اس کو منع فرمایا کیونکہ جب میت پھولے پھٹے گی تو اس کے پیپ وخون میں یہ حروف خراب ہونگے اور ان کی بے ادبی ہوگی لہٰذا یہ ناجائز ہے۔

جواب

(۱) علم المناظرہ کا قانون ہے کہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہ ہو تو وہ دلیل بیکار ہو جاتی ہے اور یہاں دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں۔دعویٰ تو یہ ہے کہ قبر میں کسی قسم کی تحریر رکھنا جائز نہیں مگر اس دلیل سے معلوم ہوا کہ روشنائی یا مٹی سے لکھ کر کفن میں

رکھنا منع ہے اور اگر انگلی سے میت کی پیشانی یا سینے پر کچھ لکھ دیا یا کہ عہد نامہ قبر میں طاقچہ میں رکھ دیا تو جائز اس میں حرفوں کی بے ادبی کا اندیشہ نہیں لہٰذا یہ اعتراض کافی نہیں۔ چنانچہ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرماتے ہیں

نعم نقل عن بعض المحشين عن فوائد الشرجی ان مما يكتب علىٰ جبهة ا لميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلىٰ الصدر لااله الا الله محمد رسول الله وذالك بعد للغسل قبل التكفين

بعض محققین نے فوائد الشرجی سے نقل کیا کہ میت کی پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی لکھا جائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (پارہ۱۹، سورۃ النمل، ایت۳۰)

﴿ترجمہ: وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔﴾

اور سینے پر لکھ دیا جائے

لا اله الا الله محمد رسول الله

اور یہ تحریر غسل کے بعد کفن دینے سے پہلے ہو۔

ہماری اس تصریح سے واضح ہوا کہ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ کفنی لکھنے کے قائل ہیں لیکن مخالفین نے دھوکہ دیتے ہوئے کچھ کا کچھ کہہ دیا۔

علاوہ ازیں خود امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ بزازیہ سے فتویٰ جواز نقل فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اکابر حنفیہ جواز کے قائل ہیں جیسا کہ فقیر اُویسی غفرلہ نے پہلے خود امام شامی و دیگر اکابر احناف اہلسنت رحمہم اللہ کی تصریحات نقل کی ہیں۔

ایسے ہی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا جواب ہے کیونکہ وہ حنفی تھے اور حنفیوں کے مذہب کے خلاف وہ کب لکھ سکتے ہیں اور پھر ہم نے پہلے ان کی تصانیف سے جواز کے حوالہ جات لکھے ہیں۔

سوال

مشکوٰۃ باب غسل المیت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر پر تشریف لائے جبکہ قبر میں رکھا جا چکا تھا اُس کو نکلوایا اُس پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنی قمیص مبارک اُس کو پہنائی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ کا کرتہ مبارک عبداللہ بن اُبی کو فائدہ نہ دے گا تو

باقی بزرگوں کے لباس یا شجرۂ سلسلۂ مشائخ وغیرہ کے فائدے کا خیال کرنا بے وقوفی ہے۔

جواب

(۱) ہم کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو تبرکات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عقیدہ کو واضح کرنے کے لئے عمداً ایسے کیا تا کہ رہتی دنیا تک کے مسلمان اُمتی یقین کریں کہ ایمان سے محروم انسان کو تبرکات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ بن ابی سلول کی منافقت اور اس کے جہنمی ہونے کا یقین تھا اور کُرتہ عطا فرمانے اور لعابِ دہن ڈالنے میں حکمتیں تھیں جنہیں ہم نے "احسن التحریر فی تقاریر دورۂ تفسیر" میں وضاحت سے لکھا ہے باوجود اسکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کُرتہ عطا فرمانے سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ متبرک اشیاء میت کے ساتھ دینا جائز ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لڑکے کے اصرار کے باوجود ہرگز ایسا نہ کرتے کیونکہ جو امر ناجائز ہو اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے۔

(۳) اس سے تو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کا ثبوت ملا کہ جہاں اپنے متعلقات میں باذن اللہ وعطاء منافع پہونچا سکتے ہیں وہاں ان سے منافع کا سلب بھی فرما سکتے ہیں۔ ہم نے سابقاً متعدد روایات لکھی ہیں جن میں تصریح ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلقات کے لئے فرمایا کہ ان سے میت کو قبر میں راحت وسرور نصیب ہوگا جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو اپنی قمیص مبارک دے کر فرمایا کہ

انی البستھا لتلبس من ثیاب الجنۃ

میں اُسے قمیص اس لئے پہنا رہا ہوں تا کہ اُسے بہشت میں بہشتی لباس عطا ہو

اس معنی پر یہی کہا جائے گا کہ لعابِ دہن کو ملائکہ نے منافق میں جذب نہ ہونے دیا ہوگا اور قمیص مبارک کے برکات بھی سلب کر لئے ہوں گے وغیرہ اور اُس کی نظیر شرعاً موجود ہے۔ وہ یہ انبیاء علیہم السلام کے نطفے پاک اور دوزخ میں جانے کے لائق نہیں لیکن نوح علیہ السلام کا لڑکا کنعان جہنم میں جائے گا وہاں بھی یہی تاویل کرنی پڑے گی ورنہ اسلامی عقائد میں تضاد کیسا۔ یہاں بھی تضاد ایسے ہی رفع ہوگا جبکہ صحابہ کرام کو تبرکات عطا ہوئے اور صحابہ کرام وتابعین سے تبرکات حصول برکات کا اثبات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور یہاں صرف معمولی وہم سے انکار کا کیا معنی۔

فائدہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منافق کو تبرکات عطا کرنے کے کئی وجوہ ہیں۔ چند ایک ہم یہاں عرض کر دیتے ہیں

(۱)اس کا بیٹا مخلص مومن تھا جس کی دلجوئی منظور تھی۔

(۲)اس نے ایک بار حضرت عباس کو اپنی قمیص پہنائی تھی آپ نے چاہا کہ میرے چچا پر اس کا احسان نہ رہ جائے۔

(۳)اپنے رحمت عالم ہونے کا ثبوت دیا کہ یہ منافق زندگی بھر غیظ وغضب کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن ہم اس کی موت پر خوش نہیں بلکہ حقوق انسانی کے تحت اس کی وصیت پوری کررہے ہیں کہ نہ صرف جنازہ میں شرکت کی بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کی طرح اس کے ساتھ بھی نوازشیں فرمارہے ہیں۔

سوال

کفنی لکھنے کا کیا فائدہ ہم اُس وقت مانیں جب قبر میں جانے والا پڑھا لکھا ہو پھر موت تو پڑھائی لکھائی تمام بھلا دیتی ہے یعنی مرنے کے بعد پڑھنا کیسا؟

جواب

یہ اہل سنت کے ضابطۂ اسلام کے قواعد واصول سے روگردانی کے بین دلائل ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک موت کے انسان کے قویٰ ومشاعر میں بجائے ختم ہوجانے کے اضافہ ہوجاتا ہے مثلاً ہم بند مکان میں باہر سے کچھ نہیں دیکھ سن سکتے لیکن مردہ سنتا دیکھتا ہے اور پھر برزخ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں ان پڑھ سب کچھ پڑھ سکتا ہے چنانچہ ہم عربی زبان کو عرصہ تک سیکھتے رہتے ہیں لیکن میت قبر میں جاتے ہی عربی جانتا بولتا ہے جیسا کہ منکر نکیر کے عربی سوالات اور مردے کے جوابات دلالت کرتے ہیں اور قرآن مجید میں ہے

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ (پارہ۱۵،سورۃ الاسراء،ایت۱۴)

ترجمہ: فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ۔

یہ خطاب ہر انسان کو ہے پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ۔ اسی لئے مخالفین کا یہ اعتراض لغو محض اور خالص جہالت پر مبنی ہے۔

نجاست کی تلویث کے جوابات

جواب۱

میت کے پھولنے پھٹنے کا بھی محض وہم اور غلط خیالی پر مبنی ہے اور ظن فاسد پر مسائل کی بنیاد کھڑی رکھنا اگرچہ اس پارٹی کا عام شیوہ ہے حالانکہ احکام شرعیہ کو محض گمان فاسد پر نہیں مرتب کیا جاتا بلکہ ان کے لئے یقین محکم چاہیے جب

میت کے پھولنے پھٹنے کا یقین نہیں تو پھر مسئلہ کا ترتب کیسا۔

جواب ۲

ہمارا بلکہ ان کا بھی مشاہدہ ہے کہ بہت سی میتیں نہیں پھولتی پھٹتیں تو صرف بے ادبی کے وہم سے مردہ کو فائدہ سے محروم رکھنا مسلمانوں سے دشمنی اور عداوت کا ثبوت دینا ہے کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ایک غریب الوطن مسافر ہیبت ناک علاقہ میں جا رہا ہے تو اس کی نجات کا سبب تلاش کیا جائے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی نجات و بخشش کے لئے کفنی لکھنا بھی ایک بہترین سبب ہے تو جو روکتا ہے وہ اُس کا دشمن معلوم ہوتا ہے جس کا ہر مسلمان کو دکھ ہونا چاہیے اور افسوس کرنا چاہیے کہ زندہ سے دشمنی تو ہو سکتی ہے لیکن وہ کون سا بے درد ہوگا جو مردے سے بھی دشمنی کرتا ہے۔

جواب ۳

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ

(۱) صحابہ کرام نے اپنے کفنوں میں حضور ﷺ کے تبرکات رکھنے کی وصیت کی۔

(۲) خود حضور ﷺ نے اپنا تہبند شریف اپنی لخت جگر زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے کفن میں رکھوایا۔

(۳) حضرت طاؤس نے اپنے کفن پر دعائیہ کلمات لکھنے کی وصیت کی۔

کہیئے کیا یہاں خون و پیپ میں لتھڑنے کا اندیشہ نہ تھا؟ یا کہ یہ چیزیں معظم نہ تھیں۔

تحقیقی جوابات

(۱) متبرک چیزوں کا نجاست میں ڈالنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص اچھی نیت سے پاک جگہ ضرور تار کھے تو صرف احتمال تلوث سے وہ ناجائز نہ ہوگا اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ آبِ زمزم نہایت متبرک پانی ہے اس سے استنجاء کرنا حرام ہے مگر اس کا پینا جائز، آیاتِ قرآنیہ لکھ کر دھو کر پینا مباح، حضور ﷺ کا پس خوردہ مبارک کھانا پینا حلال حالانکہ یہ پیٹ میں پہنچ کر مثانہ میں جاتے ہیں اور وہاں سے پیشاب بن کر خارج ہوں گے۔

(۲) پہلے باب میں ہم نقل کر چکے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصطبل کے گھوڑوں کی رانوں پر لکھا تھا

حبس فی سبیل اللہ

حالانکہ وہاں لکھنے میں پیشاب کی چھینٹیں پڑنے کا احتمال قوی ہے۔ گھوڑے نجس زمین پر بھی لوٹتے ہیں مگر اس کا اعتبار نہ ہوا۔ اسی دلیل سے امام نصیر اور امام صفار جو کہ احناف کے بڑے جلیل القدر امام ہیں اس تحریر کو جائز فرماتے ہیں۔

تائیداً چند اقوال وہاں لکھے تھے چند اب بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) فتاویٰ کبریٰ للمکی میں ہے

افتی بجواز کتابۃ قیاساً علی کتابۃ للہ فی نعم الزکواۃ

امام فقیہ نے (ابن عجیل) دعاوغیرہ کے لکھنے کے جواز پر فتویٰ دیا اس قیاس پر کہ زکوٰۃ کے جانوروں پر ''للہ'' لکھا جاتا ہے

فائدہ

امام موصوف کا مطلب یہ ہے کہ متبرک الفاظ حصول برکت وغیرہ کے لئے لکھنا جائز ہے اگر لکھی ہوئی شئے کے لئے نجاست کا احتمال بھی ہو جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھوایا۔

جانوروں پر لکھنے کو مقیس علیہ بنا کر ائمہ احناف نے کفنی وغیرہ لکھنا جائز رکھا ہے۔

(۲) امام موصوف کی تائید میں صاحب فتاویٰ کبریٰ نے دوسرے ائمہ کے متعلق لکھا کہ

واقرہ بعضھم بانہ قیل یطلب فعلہ لغرض صحیح مقصود فابیح وان علم انہ یصیبہ نجاسۃ

اس فتویٰ کو بعض دیگر علماء پر کھا اور اُس کی تائید میں بعض اور علماء نے نقل کیا کہ غرض صحیح سے ایسا کرنا مطلوب ہوگا اگرچہ معلوم ہو کہ اُسے نجاست پہنچے گی۔

مزید تائید

نجاست کا احتمال اور وہ بھی صرف احتمال ہے جس کو مخالف غلط طریقہ سے دلیل بنا کر اہل اسلام کو قبر کے مہیب اور خطرناک سفر کی آسانی سے محروم کر رہا ہے حالانکہ احتمالِ نجاست تو کیا نجاست کے یقین پر بھی انسان کی اُخروی بلکہ دنیوی فوائد کے لئے شارع علیہ السلام اور صحابہ کرام و مشائخ عظام رحمہم اللہ نے آیاتِ قرآنی اور کلماتِ طیبہ کے لکھنے اور پینے پلانے کا حکم صادر فرمایا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں

(۱) ویلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

اذا عسرت علی المرأۃ ولادتھا خذاناً نظیفاً واکتب علیہ قولہ تعالیٰ کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الاساعۃ من نھار بلاغ فھل یھلك الا القوم الفاسقون کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا لا عیشۃ اوضحا ھا لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ثم یغسل وتسقی منہ المرأۃ ینفح علی بطنھا و فرجھا

یعنی جس عورت کو جننے میں دشواری ہو پاکیزہ برتن پر یہ آیات لکھ کر دھو کر پلائیں اور اس کے پیٹ اور فرج پر چھڑکیں

اذکرہ فی نزھۃ الاسرار ناقلا عن تفسیر بحر العلوم للنسفی رحمۃ اللہ۔ (حاشیہ الحرف الحسن)

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دردزہ کے لئے فرمایا

تکتبت لھا شئی من القرآن و تسقی

قرآن مجید میں سے کچھ لکھ کر عورت کو پلائیں

امام احمد بن حنبل اس کے لئے حدیث ابن عباس دعائے کرب اور دو آیتیں تحریر فرمایا کرتے تھے

لاالہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحن اللہ رب اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین انھم یوم یرونھا لم یلبثوا الاعیشۃ اوضحھا کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من لنھار

ان کے صاحبزادہ جلیل امام عبداللہ بن احمدؒ سے زعفران سے لکھتے۔امام حافظ ثقہ احمد بن علی ابوبکر مروزی نے کہا میں نے ان کو بارہا اسے لکھتے دیکھا۔

رواہ الامام الثقہ الحافظ ابو علی الحسن بن علی الخلال المکی الحرف الحسن

(۳) اسی طرح قرآن عظیم مثل سورۃ فاتحہ و آیاتِ شفاء وغیرہا بغرض شفاء لکھ کر دھو کر پینا سلفاً خلفاً بلانکیر رائج ہے حالانکہ معلوم ہے کہ پانی جزو بدن نہیں ہوتا اور کامثانہ سے گزر کر آلاتِ بول سے نکلنا ضرور ہے بلکہ خود زم زم شریف کیا متبرک نہیں۔درمختار میں ہے

یکرہ لاستنجاء بماء زم زم لاالاغتسال

ردالمختار میں ہے کہ

و کذاازالۃ النجاسۃ الحقیقیۃ من ثوبہ او بدنا حتی ذکر بعض العلماء تحریم ذالک

اور اس کا پینا اعلیٰ درجہ کی سنت ہے بلکہ کوکھ بھر کر پینا ایمانِ خالص کی علامت ہے۔

تاریخ بخاری و سنن ابن ماجہ و صحیح مستدرک میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں

ایۃ مابیننا وبین المنافقین انھم لا یتضلعون من زمزم

ہم میں اور منافقوں میں فرق کی نشانی یہ ہے کہ وہ کوکھ بھر کر آبِ زمزم نہیں پیتے

بہرحال مقدس و متبرک اشیاء کو نجاست میں ڈالنا حرام ہے لیکن ان سے برکت حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب و مستحن

ہے کسی احتمال اور فسادی وہم کے خیال سے عدم جواز کی کوئی صورت نہیں۔

سوال

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فاروق اعظم کے گھوڑوں کی یہ تحریر امتیاز کے لئے تھی لہٰذا اس کا حکم اور ہو گیا

جواب

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کئی وجوہ سے قابل اعتماد نہیں۔

(۱) فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑوں پر متبرک کلام لکھنا جس مقصد کے لئے ہو حروف تو مقدس تھے نیت کے فرق سے حروف کا حکم نہیں بدلتا۔

(۲) حضرت علامہ ابن حجر کا قول ہماری پیش کردہ احادیث اور عمل صحابہ کرام اور اقوال آئمہ کرام کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

(۳) حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المذہب اور غیر مجتہدین جو ہم احناف کے لئے قادح نہیں ہاں کسی حنفی مجتہد کا قول ہوتا تو پھر ہم اس کے جواب کا سوچتے۔

(۴) علماء کے قول سے استحباب یا جواز ثابت ہو سکتا ہے مگر کراہت کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے جیسا کہ اُصول فقہ میں ہے تو ان اقوال میں قول استحباب قابل قبول ہے نہ کہ قول کراہت کیونکہ بلا دلیل ہے۔

عقلی دلائل

(۱) عالم دنیا کا قاعدہ ہے کہ دور کا مسافر یا گورنمنٹ کے دفاتر سے ناواقف اگر کسی بڑے آدمی یا اُونچے عہدیدار کا خط ساتھ رکھتا ہو تو وہ منزل مقصود پر پہونچنے کے بعد اپنے ساتھ والے خط کی وجہ سے حصول مقصد سے بے خوف وخطر ہوتا ہے یونہی مسافر آخرت اور قبر کے مہمان کا حال ہوتا ہے کہ جب سمجھتا ہے کہ اب میں اپنے اہل وعیال، ملک ومال، گھر بار اور آباد علاقہ سے نکل کر مہیب جگہ میں پہنچا ہوں جہاں کوئی ساتھی نہ دوست بلکہ ماں باپ، بہن بھائی، عزیز رشتہ دار اور آل واولاد ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ اس غمگینی اور پریشانی کے عالم میں اپنے جرائم وخطاؤں کو یاد کرتا ہے تو رسوائی کے مارے سر جھکا دیتا ہے۔ اب منکر نکیر بھی سوالات شروع کر دیتے ہیں اس پر ہم اہل سنت نے اپنے جانے والے مسافروں کے ہاتھ میں عہد نامہ یا شجرہ سلسلہ اولیاء یا کوئی اور کلمات طیبات پکڑا دیتے ہیں تو خط لانے والے مسافر کی طرح یہ بھی بے خطر ہو کر نکیرین سے گھبراتا نہیں بلکہ نڈر اور بے باک ہو کر ان کے سوالات کے جوابات دیتا ہے اور میت کے لئے قبر

کی منزل میں سوالات کے صحیح صحیح جوابات دے دینا بہت بڑی کامیابی ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے اور صحیح جوابات اس کی کفنی پر مرقوم ہیں جنہیں وہ سینے پر پڑے ہوئے کفن سے پڑھ کر کہہ دے گا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا قبر میں ہمارے حواس اپنی اصلی حالت پر رہیں گے یا بدل جائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا حواس اپنے حال پر رہیں گے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر تو ہم انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔

اس واقعہ کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ میں لکھا ہے اس معنی پر جب میت کو یقین ہوگا کہ نکیرین کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر جواب دینا ہے تو وہ اپنے سامنے لکھے ہوئے کفن سے نکیرین کے سوالات کا جواب دیگا۔

(۳) احادیث مبارکہ قبر کے باہر سے میت کو تلقین کرنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اُس کے کان میں پہنچ جائے تو اس امتحان میں کامیاب ہو تو وہی اللہ کا نام لکھا ہوا دیکھ کر بھی مردے کو جواب نکیرین یاد آنے کی اُمید ہے تو یہ بھی ایک قسم کی تلقین ہے اور حدیث لقنوا امواتکم میں تلقین مطلق ہے ہر طرح درست ہے لکھ کر یا کہہ کر۔

(۴) احادیث پاک سے ثابت ہے کہ قبر پر سبز چھڑی اور گھاس وغیرہ رکھنے سے میت کو عذاب قبر سے تخفیف ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

جب قبر کے اوپر سبز گھاس و پھول کی تسبیح سے میت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو قبر کے اندر جو تسبیح وغیرہ لکھی ہوئی ہو اُس سے فائدہ کیوں نہ پہنچے گا؟ ضرور پہنچے گا اور اُس کا شاہد عدل موجود ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ لکھی تھی تو نجات نصیب ہوئی اور ہم کفن پر اللہ تعالیٰ اور رسول پاک کا (ﷺ) نام اقدس لکھتے ہیں یعنی کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت یا عہد نامہ دیتے ہیں اور عہد نامہ پر یہی کچھ ہے اور بزرگوں کے سلسلہ یا شجرہ پر اللہ والوں کا نام ہوتا ہے اور اللہ والوں کے نام کی برکت سے مصیبت ٹلتی ہے، جلی ہوئی آگ بجھتی ہے، گھبرایا ہوا دل قرار پاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، ایت ۲۸)

ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

شفاء شریف وغیرہ میں ذکر اللہ سے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مراد لئے گئے ہیں اور ہمارے دور کے

معتزلہ اپنے نبی پاک ﷺ کی اُمت کے اولیاء کے کمالات و کرامات کے منکر ہیں لیکن بنی اسرائیل کے اولیاء کے کمالات کے قائل ہیں۔

بنی اسرائیل کے اولیاء میں اصحابِ کہف ہیں ان کی مندرجہ ذیل کرامات تا حال ہیں چنانچہ تفسیر نیشاپوری تفسیر جمل علی الجلالین اور روح البیان سورۂ کہف زیر آیت

مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ (پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، ایت ۲۲)

﴿ترجمہ: انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے۔﴾

اور تفسیر صاوی شریف میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ اصحابِ کہف کے نام اتنے جگہ کام آتے ہیں۔

(۱) گمی چیز تلاش کرنا۔

(۲) جنگ کے وقت اور بھاگتے وقت۔

(۳) آگ بجھانے کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دو۔

(۴) بچہ کے رونے کے وقت لکھ کر گہوارے میں بچہ کے سر کے نیچے رکھ دیئے جائیں۔

(۵) کھیتی کے لئے کسی کاغذ پر لکھ کر لکڑی میں لگا کر درمیانِ کھیت میں کھڑی کر دی جائے۔

(۶) بخار اور دردِ سر کے لئے۔

(۷) حاکم کے پاس جانے کے وقت سیدھی ران پر باندھے۔

(۸) جب بچہ پیدا ہونے میں دشواری ہو رہی ہو تو عورت کی بائیں ران پر لکھ کر باندھے۔

(۹) مال کی حفاظت کے لئے۔

(۱۰) دریا میں سوار ہوتے وقت اور قتل سے بچنے کے لئے۔

(از الحرف الحسن و تفسیر خزائن العرفان و جمل)

عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اصحابِ کہف سات ہیں۔ یملیخا، مکشلینا، مرنوش، مشیلینا، دبرنوش، شاذنوش، مرطوش۔

دیگر فوائد اصحابِ کہف فقیر نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں۔

محدثین کبھی اسناد صحیح نقل کر کے فرما دیتے ہیں

لو قرء ت هذه الاسناد علیٰ مجنون لبرء من جنته

اگر یہ اسناد کسی دیوانہ پر پڑھی جائیں تو اُس کو آرام ہو جائے

اسناد میں کیا ہے بزرگانِ دین روایانِ حدیث کے نام ہی تو ہیں۔

امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کی برکت

حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں لکھا کہ جب امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے چہرۂ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا حافظانِ حدیث امام ابوزرعہ راضی اور امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بے شمار طالبان علم وحدیث حاضر خدمت انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اپنا جمال مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آباء کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے۔امام نے سواری روکی غلاموں کو حکم فرمایا کہ پردہ ہٹا لیں خلق کی آنکھیں جمال مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں دو گیسو شانہ پر لٹک رہے تھے پردہ ہٹتے ہی خلق یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے کوئی روتا ہے کوئی خاک پر لوٹتا ہے کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے اتنے میں علماء نے آواز دی خاموش۔سب لوگ خاموش رہے دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی حضور نے فرمایا

حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن ابیہ محمدن الباقرعن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول ﷺ قال حدثنی جبرائیل قال سمعت رب العزۃ یقول لاالہ الا اللہ حصنی فمن قال دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی۔

یعنی امام علی رضا امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیث بیان فرمائی کہ اُن سے جبرائیل نے عرض کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ **لاالہ الا اللہ** میرا قلعہ ہے تو جس نے اُسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا۔

یہ حدیث روایت فرما کر حضور روانہ ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا۔دواتوں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کیئے گئے بیس ہزار سے زائد تھے۔امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لو قرأت ھذا الاسناد علی مجنون لبریٔ من جنۃ

یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھو تو ضرور اُسے جنون سے شفاء ہو

اس قسم کے اور اسناد بھی ہیں جو احادیث مبارکہ کی شروح میں مفصل محرر ہیں اور اصحابِ بدر کے اسماء بطور ورد

برائے فوائد پڑھے جاتے ہیں غرضیکہ اس طرح کے کلمات طیبات اور اسماء مبارکہ کے برکات جیسے دنیا میں فائدہ دیتے ہیں ایسے ہی آخرت میں اسی لئے ان کے استفادہ اور استفاضہ کا انکار محرومی کی علامت ہے۔

اس بحث کو یہاں ختم کرتا ہوا آخر میں موت کی مختصر تحقیق اور اہل اموات کے واقعات عرض کرتا ہوں تا کہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے کیونکہ مخالفین کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ گویا موت کے بعد انسان بے کار ہو جاتا ہے حالانکہ موت کے بعد اس کی شان اور بڑھ جاتی ہے جس سے وہ اسلام کی برکت سے اپنے جواب دے سکتا ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ موت نہ عدم محض ہے اور نہ فنائے محض ہے بلکہ یہ تو روح کے تعلق کا بدن سے علیحدہ ہو جانا اور ان دونوں کے درمیان آڑے آجانا ہے اور کیفیت کا بدل جانا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔

اور خطابی علیہ الرحمۃ ابن سعد کا قول نقل کرتے ہیں کہ تم فناء کرنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہو تمہیں تو ہمیشگی اور دوام کے لئے پیدا کیا گیا ہے ہاں اتنی بات ہے کہ تم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہو۔ (شرح الصدور)

اور ابن القاسم کہتے ہیں نفس کے چار گھر ہیں اور اُس کا ہر گھر پہلے والے گھر سے بڑا ہے۔ اول ماں کا شکم ہے جو نہایت تنگ و تاریک اور محدود جگہ ہے۔ دوسرا جس میں وہ جنم لیتا ہے اور کھاتا کماتا ہے۔ تیسرا گھر برزخ ہے جو اپنی کشادگی میں پہلے گھر سے اتنا بڑا ہے جتنا کہ وہ ماں کے پیٹ سے اعتبار سے کشادہ۔ چوتھا گھر جنت یا دوزخ ہے جسے دار القرار کہا جاتا ہے۔ ان چار گھروں کی کیفیات اور احکام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (جواہر البحار)

ابن ابی الدنیا نے سلیم بن عامر الحباری کی مراسیل سے مرفوعاً نقل کیا ہے

ان مثل المومن فی الدنیا کمثل الجنین فی بطن امه اذا خرج من بطنها بکی علیٰ مخوجه حتی اذا رائضو ورضع لم حبان یرجع الیٰ مکانه و کذالك المؤمن یجزع من الموت فاذا مضی الیٰ وبه لم یحب ان یرجع الی الدنیا کمالم یحب الجنین ان یرجع الیٰ بطن امه۔

مومن کی دنیا میں مثال ایسی ہی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو وہ ابتداً وہ اپنے نکلنے پر روتا ہے لیکن جب وہ یہاں کا اُجالا دیکھتا ہے اور ماں کا دودھ پیتا ہے تو پھر نہیں چاہتا کہ اب دوبارہ اپنی پہلی جگہ میں جائے ٹھیک یہی حال مومن کا ہے کہ اولاً موت سے گھبراتا ہے مگر جب اپنے رب سے جاملتا ہے تو پھر دنیا کا نام نہیں لیتا جیسے کہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد پھر ماں کے شکم کا نام نہیں لیتا

نیز عمرو بن دینار کی مراسیل سے نقل کیا ہے کہ

ایک شخص مرا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا سے کوچ کر گیا اگر یہ وہاں سے راضی ہو گیا جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص ماں کے پیٹ میں دوبارہ جانا پسند نہیں کرتا ٹھیک ایسے ہی وہ دنیا میں دوبارہ آنا پسند نہیں کرے گا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

ماشبهت خروج ابن آدم من الدنيا الا كمثل خروج الصبى من بطن اُمه من ذالك الغم والظلمة الیٰ روح الدنيا

ابن آدم کا دنیا سے کوچ کر جانا ایسا ہی ہے جیسے کہ بچہ ماں کے تیرہ و تاریک اور غمناک پیٹ سے دنیا جیسی کشادہ اور پُر فضا جگہ میں آجاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ ابن صامت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

ماعلى الارض من نفس تموت ولها عندالله خير اعند ترجع اليكم ولها نعيم الدنيا و مافيها

کوئی نفس ایسا نہیں کہ دنیا سے رخصت ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے دارین کی نعمتیں نہ ہوں اور پھر وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔

مرنے کے بعد

ہم یہاں پر چند نیک لوگوں کے واقعات عرض کرتے ہیں تا کہ میرے بھائی اس سہارا پر نہ رہیں کہ چلو کفنی لکھی جائے گی اور ہم کلمہ پڑھ لیں گے پھر اللہ اللہ اور خیر سلا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہم ایک اور علاقہ میں جائیں گے جہاں کی بود و باش کا دار و مدار اعمال پر ہے اگر اعمال نیک ہیں تو مزے ہی مزے ورنہ......؟ چند واقعات پڑھئے اور کوشش کیجئے تا کہ ان کی طرح تمہیں بھی مرنے کے بعد اسی طرح کی عیش و عشرت نصیب ہو۔

واقعات و حکایات

(۱) مؤلف ریاض الریاحین نے لکھا ہے کہ میں نے ایک شہر میں قبر دیکھی جس کے زیارت کے لئے بہت سے لوگ آئے تھے میں نے شہر کے رہنے والوں سے پوچھا کہ یہ کس بزرگ کی قبر ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہمارے یہاں ایک صاحب تشریف لائے جو سفر میں تھے اور یہاں آکر بیمار ہو گئے اور پھر کچھ دن کے بعد اُن کی وفات ہو گئی۔ شہر کے رہنے والوں میں سے ایک نوجوان سے ان کی واقفیت تھی اُس نے انہیں کفن دیا اور دفنایا۔ پھر رات کو اُس نوجوان نے انہیں

خواب میں دیکھا کہ وہ ریشمی جوڑا ہاتھ میں لئے ہوئے قبر سے نکلے اور اُس نوجوان سے فرمایا کہ لو اپنے کپڑے کا بدلہ لے لو (یعنی جس کا تم نے ہم کو کفن دیا ہے) اور یہ کہہ کر وہ جوڑا اس کے ہاتھ میں دے دیا جب وہ بیدار ہوا تو وہ جوڑا اُس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

(۲) اسی کے قریب قریب ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ خدا کے ایک خاص بندے کو جذام (کوڑھ) کا مرض ہو گیا حتی کہ دونوں ہاتھ پاؤں ختم ہو گئے اور دونوں آنکھیں بھی جاتی رہی۔ ایک عرصہ تک اُن کے دوست نے ان کی خدمت کی اور ان کی ضرورت کی خبر گیری کرتے رہے اور پھر کچھ ایسے بھولے کہ ان کا خیال بھی نہ رہا۔ بہت دنوں کے بعد جب انہیں خیال آیا تو ان کے پاس پہنچے اور معذرت کی کہ مجھے بالکل آپ کا دھیان نہ رہا تھا۔ اُنہوں نے جواب دیا میرا ایک سرپرست ہے جو ہر وقت میرا خیال رکھتا ہے اور اُس کی نگرانی میرے لئے کافی ہے۔

مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی سے بڑھ کر اور کوئی حفاظت نہیں ہو سکتی وہی میرا محافظ اور نگران ہے جو کسی وقت بھی مجھ سے غافل نہیں ہوتا۔

اس کے بعد کچھ روز زندہ رہے اور پھر وفات پا گئے اُن کے اُسی دوست کے پاس کچھ کپڑا رکھا ہوا تھا اُس نے اُسی میں کفن دے کر دفن کر دیا مگر اتنا ضرور کیا کہ جتنا کپڑا کفن سے زائد تھا اُسے کاٹ کر رکھ لیا۔ کچھ روز کے بعد اُس دوست نے خواب میں دیکھا کہ بہت ہی اچھی نورانی صورت میں کھڑے ہیں اور کفن ان کے ہاتھ ہے جسے پہنا کر انہیں دفن کیا گیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو اپنا کفن لے جا ہمیں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمیں سندس اور استبرق (جنتی کپڑوں) کا کفن مل گیا ہے۔ وہ کفن دینے والے صاحب کہتے ہیں کہ جب میں سو کر بیدار ہوا تو وہ کفن اپنے سرہانے رکھا ہوا پایا۔

(۳) جب حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ایک صاحب نے آپ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اُنہوں نے فرمایا مجھے بخش دیا اور اُن سب کو بخش دیا جو میرے جنازہ میں شریک ہوئے اور نماز پڑھی۔ اُن صاحب نے عرض کیا کہ میں نے بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو کیا میں بھی بخشا گیا؟ اس پر اُنہوں نے ایک لپٹا ہوا کاغذ نکال کر کھولا اور اُس میں دیکھ کر بتایا کہ اس میں تمہارا نام نہیں ہے اُن صاحب نے عرض کیا کیسے نہیں ہے میں آپ کے جنازہ میں ضرور حاضر تھا لہٰذا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مکرر اُس کاغذ کو دیکھا تو ان کا نام بھی کنارہ پر لکھا ہوا مل گیا۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد انہی کے ایک شاگرد نے دیکھا کہ اترا اترا کے چل رہے

ہیں۔شاگردنے پوچھایہ کیسی چال ہے؟فرمایادارلسلام (یعنی جنت) میں دین کے خادموں کی یہی چال ہے۔اُنہوں نے پھر پوچھا کہ خدانے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ مجھ کو بخش دیا اور دوسونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا کہ جہاں چاہو جنت میں پھروچلو۔میں جنت میں داخل ہوا تو سفیان ثوری ملے جن کے دوسبز پر ہیں اور وہ جنت کے ایک درخت سے دوسرے پر درخت اُڑتے پھر رہے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے جاتے ہیں

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (پارہ۲۴،سورۃ الزمر،ایت۷۴)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنّت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا۔

ان کے شاگردنے پوچھا کہ عبدالواحدوراق کا کیا حال ہے؟فرمایا کہ میں انہیں نور کے دریا میں کشتی پر سوار ہوکر حق تعالیٰ کی زیارت کرتے چھوڑا ہے۔اُنہوں نے پھر پوچھا کہ بشر بن حارث کس حال میں ہیں۔فرمایا اُن جیسا کون ہوسکتا ہے؟انہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دیکھا کہ اُسے اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے اے شخص تو نے دنیا میں نہیں کھایا تھا اب کھالے،وہاں نہ پیتا تھا اب پی لے،وہاں خوش نہ ہوتا تھا اب خوش ہولے۔

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ فرمایا کہ میں نے خدا کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور خدانے مجھ سے فرمایا کہ تجھے میری رضامندی مبارک ہو تو راتوں کو اندھیرے میں نمازیں پڑھتا تھا اور تیرے دل میں میری محبت بھری رہتی تھی اور آنکھیں آنسوؤں سے پُر رہتی تھیں۔اب تو میری زیارت کرلے اور جنت کا جو محل چاہیے اپنے لئے منتخب کرلے۔

ان دونوں حکایتوں سے معلوم ہوا کہ برزخ اور قیامت کی زندگی میں جب خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب وہاں کی نعمتیں ملتی ہیں جبکہ دنیا میں آخرت کی فکر نے لذتوں سے روکا ہوا اور آرام وراحت کو قربان کرکے آخرت کی زندگی بنانے کی کوشش کی ہو۔یہاں تھوڑا سا آرام اور ذراسی لذت چھوڑنے سے مرنے کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں چین اور عیش نصیب ہوتا ہے۔قرآن شریف میں ارشاد ہے

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ o فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o (پارہ۲۱،سورۃ السجدۃ،ایت۱۶،۱۷)

ترجمہ: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چُھپا رکھی ہے صلہ ان

کے کاموں کا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع کیا جائے گا اور ایک منادی آواز دے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جن کے پہلو بستروں سے علیحدہ ہو جاتے تھے اور اُٹھ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ اُس منادی کی آواز سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے جو راتوں کو نمازیں پڑھتے تھے اور ایسے لوگ تھوڑے سے ہوں گے یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے پھر باقی لوگوں سے حساب لینا (کا حکم) ہوگا۔ (بیہقی)

سورۃ نازعات میں ارشاد ہے

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝

(پارہ ۳۰، سورۃ النازعات، ایت ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش (بد) سے روکا۔ تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔

الحاصل خدا کے خوف سے اور دنیاوی عیش و آرام اور لذتوں کو قربان کرنے سے مرنے کے بعد کی زندگی میں چین ملے گا اور وہاں کہاں جائے گا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، ایت ۲۴)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔

(۵) بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ میں نے ابو اسحاق شیرازی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ نہایت سفید لباس پہنے ہوئے اور تاج اوڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ لباس کیسا ہے؟ فرمایا کہ یہ عبادت کا احترام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تاج کیسا ہے؟ فرمایا یہ علم کی عزت ہے۔

دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ گویا عرشِ خداوندی کے نیچے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرما رہا ہے کہ یہ کون ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا اے پروردگار! تو ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ معروف کرخی ہیں جو میری محبت کے نشہ میں بے ہوش رہتے تھے اور اب میرے دیدار کے بغیر انہیں ہوش نہ آئے گا۔

(۶) ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر چمکتے ہوئے بہترین موتی مجھ پر نچھاور

کیئے۔

(۷) شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے مکہ معظّمہ سے نکل کر قریب ہی ایک خوبصورت نوجوان کی نعش دیکھی۔ میں اس کے قریب گیا اور غور سے نعش کے چہرے کو دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابوسعید! کیا تمہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے گو بظاہر مرجاتے ہیں لیکن حقیقت میں مرتے نہیں بلکہ ایک عالم سے (دنیا سے) دوسرے عالم میں (عالم برزخ) کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں۔

(۸)(i) شیخ ابویعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ بیان فرماتے تھے اور وہ یہ کہ میرے پاس مکہ معظّمہ میں ایک مرید آیا اُس نے مجھے ایک دینار دیا اور کہا کہ میں کل مرجاؤں گا آپ اس میں سے میرا کفن دفن کردیں۔

دوسرے دن وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرکے کچھ آگے بڑھ کر مرگیا میں نے غسل دے کر اُسے دفنا دیا اور دفنانے کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا کہ جب اُنہیں قبر میں رکھ دیا تو اُنہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا مرنے کے بعد پھر زندہ رہے ہیں؟ تو جواب دیا میں تو زندہ ہی ہوں محبانِ الٰہی مرتے کب ہیں؟

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

(ii) شیخ ابن جلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد کا انتقال ہوا تو وہ غسل کے تختہ پر ہنسنے لگے ان کو ہنستا دیکھ کر لوگ زندہ سمجھ رہے تھے اور کوئی بھی غسل دینے کی جرأت نہ کرتا تھا حتی کہ ایک اُن کا دوست آگیا اور اُسی نے غسل دیا۔

(iii) مؤلف ریاض الریاحین لکھتے ہیں کہ ایک عورت کو جب مرنے کے بعد تختہ غسل پر لٹایا گیا اور نہلانے والی نے اُس کے ناخن تراشے تو ایک ناخن زیادہ کٹ گیا لہٰذا اُس میت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ غسل دینے والی عورت نے خود مجھ سے بیان کیا کہ وہ میت تختہ غسل پر مسکرا رہی تھی۔

(۹) حضرت شیخ عبداسحاق خزاری فرماتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس اکثر بیٹھتا اور اپنا آدھا چہرہ چھپائے رکھتا تھا۔ ایک دن میں نے اُس سے چہرہ چھپانے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا میں اس شرط پر تمہیں بتاتا ہوں کہ کسی اور سے نہ کہنا۔ میں نے کہا ہاں میں کسی اور سے نہیں کہوں گا۔ اس پر اُنہوں نے اپنا واقعہ سنایا میں کفن چرایا کرتا تھا ایک روز ایک عورت دفن ہوئی تو اُس کی قبر پر پہنچا اور اُس کی پوٹ کی چادر کھینچ کر کفنی کھینچنے لگا تو وہ مجھ سے نہ کھینچی گئی لہٰذا میں نے دونوں گھٹنے ٹیک کر اُسے کھینچنا شروع کیا میں کفنی کو کھینچ ہی رہا تھا کہ اچانک اُس عورت نے میرے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ

پانچوں انگلیاں اُبھر آئیں۔ قبر کی اینٹیں، چادر اور کفن درست کر کے واپس آ گیا اور اُس دن سے توبہ کر لی کہ آئندہ کفن نہ چراؤں گا چونکہ اس طمانچہ کی انگلیاں میرے گال پر اُبھری ہوئی ہیں۔ اسی لئے میں منہ چھپائے پھرتا ہوں۔

اسی کے قریب قریب ایک واقعہ اور ہے کہ ایک شیخ اپنے مرید کی نعش کو غسل دینے لگے تو میت نے انگوٹھا پکڑ لیا اُنہوں نے فرمایا کہ بیٹا میرا انگوٹھا چھوڑ دو تجھے معلوم ہے کہ ہم مرے نہیں بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔

(۱۰) مؤلف ریاض الریاحین لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر کھلی پڑی ہے اُس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اندر سے بہت وسیع (بہت چوڑی اور پھیلی ہوئی ہے) اُس میں تخت کے پایوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میں نے اُس کو نظر اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ پائے بہت اونچے ہیں اور ان پر ایک تخت رکھا ہوا ہے جس پر ایک بزرگ آرام فرما رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ دنیا والے بھی کیا عجیب لوگ ہوتے ہیں تکبر اور آرام کی بھی حد کر دی کہ مرنے کے بعد اپنے مُردوں کے لئے قبروں میں تخت بچھا جاتے ہیں۔

میری یہ بات سن کر اُن صاحب نے مجھے اُوپر بلا لیا اور اُوپر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو میری والدہ ہیں میں نے اُنہیں سلام کیا اور اُنہوں نے میرے ان بھائیوں کا حال بھی دریافت کیا جو اُس وقت زندہ تھے اور جو اُس خواب سے پہلے مر چکے تھے۔ اُن کے بارے میں کچھ نہ پوچھا معلوم ہوتا ہے کہ مُردوں کو دوسرے مرنے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے ورنہ وہ مُردوں کے بارے میں بھی دریافت کرتیں۔

مؤلف ریاض الریاحین نے ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اپنے ایک استاد کو اُن کی وفات کے بعد کواب میں دیکھا کہ اُن کے پاس دو خلال ہیں آدھا سونا اور آدھا چاند ہے اور وہ اترا اترا کر چل رہے ہیں۔ میں نے کہا حضرت یہ آپ کس طرح چل رہے ہیں؟ فرمایا اس عالم میں اس طرح چلنا درست ہے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمت پر اترا رہے ہیں۔

(۱۱) ایک گورکن کا واقعہ ہے کہ اُس نے ایک شہر میں کسی کی قبر کھودی تو اُس میں دیکھا کہ ایک صاحب تخت پر بیٹھے قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور اُن کے نیچے ایک نہر بھی جاری ہے یہ دیکھ کر وہ بے ہوش ہو گیا اور لوگ اُسے قبر سے نکال لائے۔ تین دن کے بعد اُسے ہوش آیا اور لوگوں نے بے ہوش ہو جانے کی وجہ پوچھی تو اُس نے ساری بات بتا دی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ کون سی قبر تھی؟ اُس نے بتانا چاہا تو خواب میں اُن بزرگ نے اپنی قبر بتانے سے منع کیا اور یہ

کہا کہ اگر تو نے میری قبر بتائی تو فلاں فلاں مصیبت میں پھنس جائے گا۔

حضرت عکرمہ فرماتے تھے (جو حضرت عباس کے شاگرد ہیں) مومن کو قبر میں قرآن شریف دے دیا جاتا ہے جس میں وہ پڑھتا رہتا ہے۔ رواہ ابن مندہ

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ میں نے ابو تراب بخشی کو جنگل میں دیکھا کہ مرے ہوئے کھڑے ہیں اور قبلہ کی جانب اُن کا منہ ہے اور کوئی چیز انہیں تھامے ہوئے نہیں ہے۔ میں نے چاہا کہ انہیں لے جا کر دفنا دوں تو غیب سے آواز آئی کہ اللہ کے دوست کو اللہ ہی پاس چھوڑ دے۔

(۱۲) شیخ ابو حسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے سامنے مجھے بطور فخر پیش کیا اور فرمایا کہ تمہاری اُمت میں بھی کوئی ایسا ہے۔

(۱۳) مؤلف ریاض الریاحین نے ایک فاسق بے نمازی کا قصہ لکھا ہے کہ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اُس کے لئے قبر کھدوائی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ قبر میں ایک بہت بڑا سانپ ہے پھر اُنہوں نے دوسری قبر کھودی تو اُس میں بھی وہ سانپ نکلا اُس کے لئے تیس کے قریب قبریں کھودی گئیں اور ہر ایک میں ویسا ہی سانپ نکلتا رہا۔ آخر کار یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا اُسے سانپ کے ساتھ دفن کر دیا۔

فائدہ

ذرا آپ بھی اپنے کردار پر نظر ڈالیں۔ شاید آپ کو مرنے کے بعد اسی سزا سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

(۱۴) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک پڑوسی کے گھر گیا جبکہ وہ حالت نزع کی سخت تکلیف میں مبتلا تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ اے مالک میرے سامنے دو آگ کے پہاڑ ہیں اُن پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے اُس کے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کیا عمل کرتا تھا؟ اُنہوں نے بتایا کہ اُس کے پاس دو پیمانے تھے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا تو بڑے سے ناپ کر خریدتا اور چھوٹے سے ناپ کر بیچتا تھا۔ اسی عمل کے باعث یہ تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مالک فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پیمانے منگا کر توڑ دیئے اور اُس سے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے؟ تو اُس نے کہا کہ تکلیف بڑھتی جا رہی ہے۔

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کا کاتب تھا وہ اسلام سے پھر کر مشرکین سے جا ملا

تو حضور ﷺ نے اُس کے حق میں دعا فرمائی کہ اُس کو زمین قبول نہ کرے گی۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کی قبر کی طرف تشریف لے گئے تو اُسے قبر سے باہر پایا۔ یہ ماجرا دیکھ کر اُنہوں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ اُس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر بار اُس کو زمین نے باہر پھینک دیا لہٰذا ہم نے اُوپر ہی پڑا چھوڑ دیا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ

ایسے گستاخوں کا انجام ایسے ہوتا ہے۔

(۱۶) دلائل النبوت میں لکھا ہے کہ ایک صحابی نے کسی موقع پر قبر کھودی اُس کے برابر جو دوسری قبر تھی اُس میں سے ایک اینٹ گر پڑی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اُس میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے چہرے پر زخم ہے اور سامنے قرآن شریف موجود ہے جسے وہ پڑھ رہے ہیں اور ایک باغیچہ موجود ہے چونکہ اُن کے چہرہ پر زخم تھا اس لئے وہ سمجھ گئے کہ یہ شہید ہیں یہ واقعہ جبل اُحد کا ہے۔

(۱۷) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ان کا بیٹا شہید ہوگیا تھا اور اُس کو اُنہوں نے خواب میں دیکھا تو اُنہوں نے پوچھا کہ بیٹا تم مرے نہیں ہو؟ جواب دیا میں مرا نہیں شہید ہوا تھا میں اللہ تعالیٰ کے یہاں زندہ ہوں مجھے رزق ملتا ہے پھر دریافت فرمایا کہ آج تم کیسے آئے؟ اُس نے جواب دیا آسمان والوں میں اعلان کیا گیا تھا کہ جس قدر بھی نبی، صدیق اور شہید ہیں سب عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ کی نماز میں شرکت کریں میں اسی لئے آیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی خدمت میں بھی سلام کے لئے حاضر ہوگیا۔

(۱۸) حضرت سہل بن عبداللہ تستری کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے جنازہ پر گر پڑے تھے بہت شور وغل ہو رہا تھا کہ اس کا حال معلوم کرنے کے لئے ایک بڈھا یہودی اپنے گھر سے نکل کر آیا اور کہنے لگا لوگو! کیا تم کو وہ نظر آ رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ حاضرین نے کہا تو کیا دیکھ رہا ہے؟ اُس نے جواب دیا آسمان سے جوق در جوق لوگ اُتر رہے ہیں اور اُن کے جنازے سے برکت حاصل کر رہے ہیں اس کے بعد وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

(۱۹) ایک عورت کا انتقال ہوگیا اور انتقال کے بعد اُس کی سننے والی عورت نے خواب میں اُسے دیکھا کہ وہ ایک تخت پر موجود ہے اور اُس تخت کے نیچے نور کا برتن ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ اُس عورت نے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا میرے شوہر کا ہدیہ ہے جو اُس نے میرے لئے روانہ کیا تھا۔ پھر وہ عورت جب بیدار ہوئی تو اُس کے شوہر

نے اپنا خواب بیان کیا اُس کے شوہر نے کہا کہ یہ سچ ہے کل میں نے اپنی بیوی کو قرآن پڑھ کر ثواب پہنچایا تھا۔

(۲۰) بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ میں نے حق تعالٰی نے دعا کی کہ مجھے قبر والوں کے مقامات معلوم ہوجائیں چنانچہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور قبریں شق ہوگئیں ۔قبر والوں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ زربفت کے بچھونے پر آرام کر رہا ہے اور کوئی تخت پر رونق افروز ہے اور کسی کے نیچے دیبا کا سبز بستر ہے اور کوئی ریشمی فرش پر لیٹا ہوا ہے اور کوئی پھولوں کی سیج پر مزے کر رہا ہے اور کوئی ہنس رہا ہے تو کوئی رو رہا ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا اے اللہ! اگر تم چاہتا تو ان سب کو برابر کر دیتا۔

میری یہ بات سن کر ان لوگوں میں سے ایک نے چلا کر کہا برابر کیسے ہوتے؟ سب کے اعمال الگ الگ ہیں پھر اُس نے ان کی تفصیل بتائی کہ زربفت والے عمدہ اخلاق والے لوگ ہیں اور دیبا اور ریشمی بستروں والے شہید ہیں اور پھولوں کی سیج والے روزہ دار ہیں اور ہنسنے والے توبہ کرنے والے ہیں اور رونے والے گناہ گار ہیں اور بڑے درجوں والے (جو تختوں پر رونق افروز ہیں) اللہ تعالٰی کے لئے آپس میں محبت رکھنے والے ہیں۔

(۲۱) ایک بُھس فروش کا واقعہ لکھا ہے کہ جب وہ مرنے لگا تو لوگ اُسے کلمہ کی تلقین کرنے لگے لیکن چونکہ وہ زندگی میں خدا سے غافل تھا اس لئے مرتے وقت بجائے کلمہ پڑھنے کے وہی کہتا رہا کہ یہ گٹھا اتنے داموں کا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی میں جو مشغلہ ہوتا ہے اور زبان سے جو کلمہ کہنے کی عادت پڑ جاتی ہے مرتے وقت بھی زبان سے وہی کلمے نکلتے ہیں لہٰذا کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کثرت سے کرنا چاہیے۔

(۲۲) ایک صاحب قرآن شریف بہت پڑھا کرتے تھے جب نزع کا وقت ہوا تو لوگوں نے انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تو وہ سورۂ طٰہٰ پڑھنے لگے اور اُسی کو پڑھتے ہوئے رخصت ہوگئے۔

(۲۳) ایک مستری جب بھی کام سے فارغ ہوتا تو کہتا

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب نزع طاری ہوئی تو حسب عادت اینٹ گارہ پکارتا۔ بڑی کوشش کے باوجود کلمہ طیبہ اس کی زبان سے جاری نہ ہوسکا۔ ایک مزدور اس کا ہمراز تھا اُس نے کان میں کہا اُستاد جی کام ختم ہوگیا ہے۔ مستری سنتے ہی ہی پڑھنے لگا

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲۴) دو بھائی تھے ایک زندگی بھر مکان کے اُوپر والے حصے میں عبادت میں مشغول رہا دوسرے نے زندگی فسق و فجور

میں گزار دی۔ایک دن فاسق کو خیال گزرا کہ زندگی گناہوں میں گزر گئی اب تو مجھے توجہ کر کے بھائی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہونا چاہیے اُسی وقت عابد بھائی کو وسوسۂ شیطانی ہوا کہ زندگی عبادت میں گزاری ہے کاش دنیا کے شہوات سے کچھ حاصل ہوتا اس وسوسہ کے غلبہ سے عبادت چھوڑ کر گناہ کے ارادہ پر نیچے اُترا اور اُس کا فاسق بھائی عبادت کی نیت پر مکان کے اوپر چڑھا قدرت کی شان درمیان مکان میں دونوں آمنے سامنے ہوئے تو دونوں کے پاؤں پھسلے۔نیچے گرتے ہی مر گئے کسی نے خواب میں دیکھا کہ عابد جہنم میں ہے اور فاسق جنت میں سبب پوچھا تو جواب ملا کہ خاتمہ کا پھل کھا رہے ہیں۔

اسی حکایت پر رسالہ کا اختتام ہوتا ہے اور باری تعالیٰ سے فقیر اُویسی غفرلہٗ التجا کرتا ہے

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ

هذا ما آخر سطره القلم

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

فصلی اللہ علیٰ حبیبہ و آلہ واصحابہ اجمعین

۲۹ شوال ۱۴۰۰ھ بروز بدھ

بہاولپور پاکستان